ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ... ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ۱؍

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ ارگن جو ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۱۰۱ | مورخہ ۲۸ ؍ جون ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۷ ؍ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے مسلم اوٹ کے متعلق ہائی کورٹ پنجاب کے فیصلہ پر ایک مفصل مضمون رقم فرمایا ہے۔ جو مسلمان روزانہ اخبارات کو بھیجا گیا ہے۔ اور الفضل کے اگلے پرچہ میں شائع کیا جائیگا۔

(۲) برادر محترم خان محمد امین خان صاحب کی آمد کی خوشی پر جن کے متعلق کسی قدر مفصل اطلاع دوسری جگہ درج ہے۔ دفاتر اور سکولوں میں ۲۶ ؍ جون تعطیل کی گئی۔

(۳) اس سال مولوی فاضل کے امتحان میں سات احباب کامیاب ہوئے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب جہلمی۔ ملک عبدالعزیز صاحب۔ مولوی نذیر الاسلام صاحب بنگالی۔ مولوی احمد یار صاحب۔ مولوی چراغ دین صاحب۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب پرناوی۔ مولوی سلیم اللہ صاحب۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام تمام مسلمانوں کے نام

جماعت احمدیہ کا ہر فرد رسول کریمؐ کے ناموس کے لئے ہر قربانی کریگا

اتحاد اور متحدہ کوشش کی سب سے زیادہ ضرورت

۲۴ ؍ جون حضرت امام جماعت احمدیہ کا حسب ذیل پیغام بذریعہ تار اخبارات کو بھیجا گیا۔

برادران۔ السلام علیکم۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہمارے دو عزیز بھائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے کھڑے ہونے کی وجہ سے جیل خانہ بھیج دیئے گئے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ کہ انہوں نے ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا۔ جو عدالت عالیہ کے ججوں کی نظروں میں ملک کے قانون کے خلاف تھا۔ لیکن یہ حقیقت مسلمہ ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ لکھا اور شائع کیا۔ وہ ہر ایک مسلمان کے سچے جذبات اور حقیقی خیالات کا آئینہ دار ہے۔ ہر ایک سچے مسلمان کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ پیغمبر پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کی طرف سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ میری جماعت کا ہر ایک متنفس عزت و ناموس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ہر وہ کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ جو اس کے مقدور میں اور شرح اسلام کے مطابق ہوگا۔ اگر ہم آج اس مسئلہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم نہ ہو جائیں گے۔ تو کبھی کسی اور موقعہ پر ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ لیکن ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم کسی ایسی بات کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ جس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہ لگالیں۔ اور یہ نہ غور کر لیں۔ کہ

اس کا اسلام پر کیا اثر پڑے گا۔

ہمیں اپنے آقا اور مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور پیغمبر پاک کی عزت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے مستعد اور کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ لیکن یہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ ہم کوئی ایسی حرکت نہ کریں۔ جو مفاد اسلام کے منافی ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیقی ہدایت کے لئے ہمیں جو کچھ عطا فرما رکھا ہے۔ وہ اس وقت ہماری راہ نمائی کرنے سے قاصر نہ رہے گا۔

اس نازک موقعہ پر میں اپنے خیالات ایک مضمون کی صورت میں شائع کرنے والا ہوں۔ جس میں یہ ظاہر کروں گا۔ کہ ہمیں اس وقت کیا کرنا چاہیئے۔ لیکن اس وقت میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ لاہور جیل کی دیواروں سے سبق حاصل کریں۔ اگر ایک جنگی اور ایک دوسرا مسلمان اسلام کی عزت و ناموس کے لئے اکٹھے جیل خانوں میں جا سکتے ہیں۔ تو کیا ہم اس پاک اور متبرک مقصد کے لئے جیل خانے کے باہر متحد اور مجتمع نہیں ہو سکتے؟

برادران اسلام! اس وقت اسلام کو اتحاد اور متحدہ کوشش کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

مسلم آؤٹ لک کی امداد کے لئے احمدی خواتین سے اپیل

قادیان کی احمدی مستورات کا جذبہ ایثار

تین سو روپیہ کی رقم فی الفور جمع کر دی

آج ۲۵ جون مندرجہ ذیل تار جناب ناظر صاحب اعلیٰ جماعت احمدیہ کی طرف سے مسلمان اخبارات کو بھیجا گیا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح و امام جماعت احمدیہ نے احمدی خواتین سے اپیل کیا ہے۔ کہ وہ مجوزہ مسلم آؤٹ لک فنڈ کے لئے گیارہ سو روپیہ جمع کریں۔ اس امر کا جب قادیان کی احمدی خواتین میں حضور نے اعلان کیا۔ تو اسی وقت تین سو روپیہ نقد جمع ہو گیا۔ اس گیارہ سو کی رقم میں سے تین سو روپیہ سید دلاور شاہ صاحب بخاری ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک (جو کہ اب جیل میں ہیں) کے اہل و عیال کو پیش کیا جائیگا اور باقی ماندہ رقم مسلم آؤٹ لک کے عام فنڈ میں جمع ہو گی۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مفصل مضمون میں لکھا گیا ہے۔

ایک سرفروش اسلام کی قادیان میں اچانک آمد

ہمارے برادر مکرم مولوی محمد امین خان صاحب جنہیں روس کے علاقہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارد قادیان ہوئے۔ جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی و مسرت کے جذبات سے بھرپور ہو گئے۔

یہ وہی مجاہد اسلام ہیں۔ جن کا ایک عرصہ سے کوئی پتہ نہ تھا۔ اور جن کے متعلق مشہور ہوا تھا۔ کہ بولشویکوں نے ان کو شہید کر دیا ہے۔ بولشویکوں نے غلط فہمی کی بناء پر ان کو ایسی ایسی تکالیف دیں۔ جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آخر لمبی تحقیقات کے بعد ان کا کوئی جرم نہ پکڑا گیا۔ تو رہا کر کے اپنے حدود مملکت سے خارج کر دیا۔

برادر موصوف نے خدا کے دین کی خاطر جس استقلال اور صبر سے ہر قسم کی صعوبات برداشت کیں۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف اور لائق تقلید ہے۔ اس وقت ہم سب سے اول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ کہ حضور کا ایک نہایت مخلص اور جاں نثار خادم بخیر و عافیت حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس کے بعد برادر موصوف کے واقفین کو دلی اخلاص اور جوش سے ہدیہ تبریک پیش

قادیان میں ہائی کورٹ لاہور کے فیصلہ کے خلاف جلسہ عام

ایڈیٹر و پرنٹر مسلم آؤٹ لک کو مبارکباد

قادیان کے احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ عام بعد نماز جمعہ کے حسب ۲۴ جون ۱۹۲۷ء کو مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب منعقد ہوا۔ چار قرار دادیں پیش ہو کر اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

جناب صدر کی مختصر افتتاحی تقریر کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے ایک بہت پُرجوش تقریر کی۔ جس میں رنگیلا رسول کی شروع سے لیکر اس وقت تک کی تمام داستان بیان کی۔ اور حسب ذیل قرار داد پیش کی۔

(۱) قادیان کے مقامی مسلمان ہائی کورٹ پنجاب کے اس فیصلہ کے خلاف بڑے زور کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ جو اس نے رنگیلا رسول کے مقدمہ میں کیا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو سخت مجروح کیا ہے۔ چونکہ ہندو پریس کو اس سے بیجا جرأت پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ جلسہ عام گورنمنٹ کو مؤدبانہ طور پر توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اس فیصلہ کو بے اثر کرنے اور اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ہائی کورٹ آئندہ قانون کا زیادہ دانشمندانہ استعمال کرے گی۔ کارروائی کرے۔

یہ قرار داد اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ دوسری قرار داد جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے نے پیش کرتے ہوئے ایک مفصل تقریر کی۔ جس میں بتایا۔ کہ اس قسم کے حالات کو زیادہ تر پیدا ہونے دینے کا طریق یہ ہے۔ کہ ہندوؤں اور خاص کر پنج اقوام کے لوگوں کو مسلمان بنا لیا جائے۔ دوسری قرار داد یہ ہے۔

یہ جلسہ عام ہائی کورٹ کی اس کارروائی کے متعلق اپنے گہرے غم و رنج کا اظہار کرتا ہے۔ جو اس نے ایڈیٹر اور پرنٹر اخبار مسلم آؤٹ لک کے متعلق کی۔ اور اسے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ ہائی کورٹ نے رنگیلا رسول کے مصنف کو جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک حملے کئے تھے۔ تو بری کر دیا ہے۔ مگر دو معزز مسلمانوں کو اس لئے کہ انہوں نے ہائی کورٹ کے ایک جج کے فیصلے پر دیانتداری کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ جیل میں بھیج دینا قرین مصلحت سمجھا ہے۔ تیسری قرار داد صدارت کی طرف سے پیش ہو کر پاس ہوئی۔

یہ جلسہ مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر اور پرنٹر اور پبلشر کی خدمت میں جنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں مستقل مزاجی کا ثبوت دیا۔ مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور انکے اہل و عیال کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

چوتھی قرار داد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے پیش کی۔ ان ریزولیوشنز کی نقول پنجاب گورنمنٹ۔ ہائی کورٹ لاہور کے جیف جج اور مسلم پریس کو ارسال کی جائیں۔

خریداران اردو ریویو آف ریلیجنز کو اطلاع

اردو ریویو آف ریلیجنز کا چندہ سالانہ جن احباب نے ابتک نہیں دیا۔ بلکہ وی پی واپس کر دیئے تھے۔ انکے نام جولائی کا رسالہ ۱۵ جولائی کو وی پی کیا جائیگا نیز ان اصحاب کے نام جن کی قیمت مارچ۔ اپریل تک ختم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۷ء

اخبار "پرتاپ" کی رسول خدا کی شان میں بیہودہ سرائی

معلوم ہوتا ہے۔ آریوں نے اس بات کا تہیہ کرلیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ایک پل (ایک سیکنڈ) کی بھی آرام نہیں لینے دیں گے۔ اور چرکے پر چرکہ لگاتے جائیں گے۔ ان لوگوں کو نہ گورنمنٹ کا کوئی خوف ہے۔ اور نہ شرافت کا کچھ پاس۔ صرف مسلمانوں کی دل آزاری سے کام ہے۔ اور اس میں روز بروز اضافہ کر رہے ہیں۔ ابھی "رنگیلا رسول" کا ناسور بہہ ہی رہا ہے۔ کہ "ورتمان" کا گولہ آ پڑا۔ اس سے ابھی مسلمان سنبھلے بھی نہیں۔ کہ اخبار "پرتاپ" لاہور (۱۰ ر جون) نے جو "رنگیلا رسول" کے شائع کرنیوالے کا سب سے بڑا حامی اور مددگار ہے۔ تڑپتے ہوئے مسلمانوں کے زخموں پر اس طرح نمک پاشی کی ہے۔ کہ جسٹس دلیپ سنگھ نے "رنگیلا رسول" کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کا حوالہ دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"ہندوؤں کو اس فیصلہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ آریوں کو شکایت نہیں۔ عیسائیوں کو تو ہوگی ہی کیا لیکن مسلمانوں کو کیوں ہے۔ اس کی وجہ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کے بانی کی زندگی اپنے اندر ایک رنگیلا پن رکھتی ہے۔ اس میں ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں۔ جن پر دوسرے لوگ بجا طور پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں"۔

جسٹس دلیپ سنگھ جج ہائیکورٹ کے "رنگیلا رسول" شائع کرنے والے کو صاف بری کر دینے پر آریہ اگر بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس قسم کے ناپاک الفاظ نہ لکھتے تو تعجب ہوتا۔ آریوں جیسی فطرت رکھنے والے انسان موجود ہوں۔ اور انہیں ہائیکورٹ کا یہ فیصلہ مل جائے۔ کہ بانی اسلام کی ہتک اور توہین کرنے والے کے لئے تعزیرات ہند میں کوئی قانون موجود نہیں ہے، اور مسلمانوں جیسی بیکس اور درماندہ قوم ان کے سامنے ہو۔ تو پھر بتایا جائے۔ مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دلخراش اور دلآزار الفاظ استعمال کرنے سے انہیں کونسی چیز روک سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پے بہ پے اور بلاخوف وخطر مسلمانوں پر وار کر رہے ہیں۔

اب اگر ایسی شرانگیز تحریروں کے انسداد کے لئے حکومت اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتی۔ جب تک "ورتمان" کے مقدمہ میں ہائیکورٹ دفعہ ۱۵۳ الف کے لاشہ میں دوبارہ جان نہ ڈال دے۔ اور اسے پہلے کی طرح موثر نہ بنا دے۔ یا پھر مجلس آئین ساز سے کوئی نیا قانون نہ وضع کرالے۔ تو پھر یا تو مسلمانوں سے کہدینا چاہیئے۔ کہ وہ اتنے عرصہ تک اپنے گھروں میں آنکھوں پر پٹی باندھکر اور کانوں میں روئی ٹھونس کر پڑے رہیں تا نہ آریوں کی ایسی گندی تحریریں پڑھیں اور سنیں۔ نہ ذہنی اذیت اٹھائیں۔ یا ایسے شرانگیز اور فتنہ خیز لوگوں کی شرارتوں کے سدباب کا فوراً کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔ ورنہ عظیم بدامنی کا پھیل جانا یقینی ہے۔

غضب خدا کا ایک مسلمان اخبار اگر پنڈت مالویہ کے متعلق کارٹون شائع کرے۔ تو اس پر مقدمہ چلا دیا جائے۔ اور دوسرا مسلمان اخبار اگر سیوا جی کو ڈاکو اور لٹیرا لکھدے۔ تو اس سے جواب طلب کیا جائے۔ اور معافی مانگنے پر مجبور کیا جائے لیکن کروڑہا انسانوں کے ہادی اور راہنما کے خلاف ایک نہایت ہی شرمناک کتاب شائع کرنے والے سے اتنا بھی اقرار نہ لیا جائے کہ وہ آئندہ اس قسم کے ناپاک فعل کا مرتکب نہ ہوگا۔ اور وہ دندناتا ہوا کہتا پھرے۔ کہ میں اب بھی "رنگیلا رسول" کا دوسرا ایڈیشن شائع کر سکتا ہوں۔ اور کوئی طاقت مجھے اس سے روک نہیں سکتی۔

ہم نہایت زور کے ساتھ گورنمنٹ کو اس فتنہ کے فوری انسداد کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو "رنگیلا رسول" کے فیصلہ کے نتیجہ میں آریوں کی طرف سے رونما ہو رہا ہے۔ اور جس میں حصہ لینے میں "پرتاپ" بھی پیچھے نہیں رہا۔ "پرتاپ" کا یہ کہنا کہ "اسلام کے بانی کی زندگی اپنے اندر رنگیلا پن رکھتی ہے"۔ رسالہ "رنگیلا رسول" کی تمام خرافات کی تائید اور تصدیق کرتا ہے۔ اور ایسی صورت میں جبکہ "رنگیلا رسول" کو گورنمنٹ نے ضبط نہیں کیا غیر مسلموں میں اس بات کی تحریک کرتا ہے۔ کہ وہ اس ناپاک رسالہ کے متعلق شوق اور دلچسپی کا اظہار کریں۔ اور اس طرح وہ فتنہ نشوونما پائے جس کے اٹھانے کے لئے آریہ ہر وقت بیتاب نظر آتے ہیں۔

علاوہ ازیں خود "رنگیلا پن" ایک ایسا ناپاک اور گندہ فقرہ ہے۔ جو قطعاً کسی شریف انسان کے متعلق نہیں بولا جا سکتا اور جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونا کروڑہا مسلمانوں کیلئے نہایت ہی تکلیف دہ ہے پس گورنمنٹ کو اسے معمولی نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اس پر سے یونہی نہیں گذر جانا چاہیئے۔ بلکہ اسکے متعلق مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا صحیح اندازہ لگاکر "پرتاپ" کے متعلق ضروری کارروائی کرنی چاہیئے۔

اس موقع پر ہم مسلمانوں سے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگرچہ ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے ان دنوں ان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔ وہ نہایت ہی دل آزار اور روح فرسا ہے لیکن یہ سب کچھ ان کی غفلت کو دور کرنے اور انہیں نیند سے بیدار کرنے کیلئے ہو رہا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دشمنان اسلام کے ان کوڑوں سے اپنے مردہ اور بے حس جذبات میں زندگی پیدا کریں۔ اور نہ صرف خود عزت اور شوکت کے ساتھ زندہ رہنے کی کوشش کریں۔ بلکہ دوسروں کو بھی حقیقی زندگی حاصل کرائیں۔ ورنہ اگر آریوں کی اشتعال انگیزیوں کا شکار ہو کر انہوں نے صبر و ضبط کو ہاتھ سے دیدیا۔ تو اس کا نتیجہ ان کے لئے قطعاً مفید نہ نکلے گا۔

پنجاب ہائیکورٹ کا فیصلہ "مسلم آؤٹ لک" کے متعلق

ہائیکورٹ کے فل بنچ نے ایڈیٹر و پرنٹر اخبار "مسلم آؤٹ لک" کو اپنے ایک جج کی ہتک کے جرم میں علی الترتیب ۶ ماہ قید اور ساڑھے آٹھ سو جرمانہ۔ تین ماہ قید اور ایک ہزار جرمانہ کی سزا دیکر مسلمانوں میں بے چینی اور اضطراب کی ایک اور لہر پیدا کر دی ہے۔ اگر ہائیکورٹ کے نزدیک جرم ثابت بھی ہو چکا تھا۔ تو بھی سزا دیتے وقت "رنگیلا رسول" کے فیصلہ نے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات پر جو تکلیف دہ اثر ڈالا ہے۔ اور جس کی وجہ سے وہ سخت تشویش اور بے آرامی میں مبتلا ہیں۔ اسے ضرور مد نظر رکھنا چاہیئے تھا۔ اور اتنی سخت سزا دیکر مسلمانوں کے زخمی دلوں پر نمک پاشی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔

ہائیکورٹ نے اپنے ایک جج کی عزت کی خاطر جو کارروائی کرنی ضروری سمجھی۔ اس سے وہ اس بات کا اندازہ لگا سکتی تھی۔ کہ مسلمان جس انسان کو اپنا ہادی اور راہنما سمجھتے اور جس کی عزت

حفاظت کیلئے اپنی جانیں تک دے دینا اپنی خوش قسمتی یقین کرتے ہیں اس کی عزت پر حملہ کرنے والے کے رہا ہو جانے پر وہ کیسے کرب اور اور کتنے رنج میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر "مسلم آؤٹ لک" میں کوئی نامناسب فقرہ لکھا بھی گیا تھا۔ تو اس کے لئے اسے معذور سمجھنا چاہیئے تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ بہت سخت سزا دے دی گئی جس سے تمام مسلمانوں میں ہلچل اور اضطراب پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ کیونکہ ان کیلئے یہ سمجھ لینے میں کیا بات روک ہو سکتی ہے کہ پنجاب کی عدالت عالیہ آقائے دوجہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والے کے متعلق کارروائی کرنے سے تو بالکل قاصر رہی لیکن اپنے جج کی ہتک عزت کا بدلہ لینے کے لئے کافی مضبوط ہے۔

"رنگیلا رسول" جیسا ناپاک رسالہ شائع کر کے کروڑوں انسانوں کی دل آزاری کرنے والے کو بالکل بری کر دینے والی ہائیکورٹ کیلئے نہایت ضروری تھا کہ اس کے بعد وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتی جس سے مسلمانوں کے لئے مزید سامان جراحت پیدا ہوتا لیکن افسوس اس کی پرواہ نہ کی گئی۔ اور "مسلم آؤٹ لک" کے متعلق ایسا فیصلہ کیا گیا جس سے یقیناً ہر ایک مسلمان کو سخت رنج اور صدمہ پہنچا ہے۔

ہم ہائیکورٹ کے اس فیصلہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایڈیٹر اور پرنٹر "مسلم آؤٹ لک" کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اس مصیبت میں تمام مسلمانوں کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے اور ان کی استقامت کیلئے دست بدعا ہیں۔

ہندو اخبارات کی خوشیاں

"مسلم آؤٹ لک" کو مقدمہ کا نوٹس ملنے پر جن ہندو اخبارات کے ہاں گھی کے چراغ جلے تھے۔ انہیں اب مکمل طور پر دیپ مالا (چراغاں) کرنا چاہیئے۔ کہ "مسلم آؤٹ لک" کے ایڈیٹر اور پرنٹر کو ۶ اور ۳ ماہ کیلئے قید خانہ کی کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔ اور ہائیکورٹ کے شکریہ کے ریزولیوشن پاس کرنے چاہئیں کہ اس نے ان کے اس مشورہ پر پورا پورا عمل کیا۔ "ہائیکورٹ ایسی کارروائی کرے جس سے ایسی شرانگیزیوں کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔"

ہائیکورٹ نے اپنی طرف سے اس دروازہ کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے میں کسر نہیں رکھی۔ جس میں سے "مسلم آؤٹ لک" نے جھانک کر ہائیکورٹ کے قصر انصاف کو دیکھا بلکہ یہیں بذات خود داخل ہو کر نظارہ کرنے کا استحقاق پیدا کر لیا۔ لیکن مسلمان سوائے ماتم کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کہ ہائیکورٹ سے وہ دروازہ نہ بند ہو سکا جس میں سے راجپال جیسے فتنہ خیز جہاں سے نکل کر مسلمانوں کے خرمن امن وآرام کو "رنگیلا رسول" کی دیا سلائی سے جلا کر راکھ کر دیا۔

بے غیرتی اور بیحیائی کی نیند

"رنگیلا رسول" کے فیصلہ کا ذکر کرتا ہوا اخبار انقلاب (۲۱ جون) لکھتا ہے:

"راجپال نے کتاب لکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی۔ حکومت کے طرفدار تعاقب ہوئی۔ اس پر مقدمہ چلایا۔ مختلف عدالتوں نے اسکو سزا دیکر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مگر آخر میں حکومت کی سب سے بڑی عدالت نے اسے بری کر دیا۔ جو کچھ اس عدالت نے فیصلہ کیا۔ وہ ہمارے لئے آخری تازیانہ عبرت ہے۔ مگر ہم ہیں آرام و آسائش کی نہیں بلکہ بے غیرتی اور بے حیائی اور بے شرمی کی نیند سو رہے ہیں۔ قریباً ایک ماہ ہوا کہ یہ فیصلہ چھپ چکا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے فرقے ہیں۔ انجمنیں ہیں جمعیتیں ہیں۔ اسلامی اور دنیاوی تعلیم کے کالج ہیں۔ مگر سب کے سب اس فیصلے کے ہونے کے بعد بھی اس طرح سو رہے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا مسئلہ مذہب اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھتا۔ یہ تمام مختلف نام کی فرقہ آرائیاں سب سے زیادہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و تعلق رکھنے کی مدعی ہیں۔ لیکن امتحان اور آزمائش کے وقت علی گڑھ اسلامیہ کالج۔ اور مسلم لیگ کی خاموشی تو اس قدر تعجب خیز نہ تھی۔ مگر دیوبند اور مجلس خلافت اور بالخصوص جمعیۃ العلمائے ہند کی طرف سے اس فیصلے کے خلاف ایک سرفروشانہ جہاد کا اعلان نہ ہونا۔ ہندوستان میں مذہب اسلام کی موت کے مترادف ہے۔"

فی الواقع اتنے بڑے المناک واقعہ پر مسلمانوں کی بے حسی اور بے غیرتی قابل ہزار نفرین ہے۔ مگر یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ مسلمانوں میں زندگی کی روح نہیں رہی۔ ان میں غیرت کے احساسات نہیں رہے۔ وہ دوسروں کے نیچے اس قدر دبے ہوئے ہیں۔ کہ چرکے پر چرکہ کھا کر کراہنے کی بھی سکت نہیں رکھتے اسلئے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ ان میں زندگی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کی معاشرتی اور تمدنی اصلاح کی جائے۔ انکو غیروں کا دست نگر بننے سے روکا جائے۔ اور اپنے اموال سے دوسروں کے گھر بھرنے سے منع کیا جائے۔ کاش مسلمان اس تازہ ضرب سے ہی اس طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور خرید و فروخت کلی طور پر مسلمانوں سے کریں۔ ہندوؤں سے قرضہ لینا یکلخت بند کر دیں۔ ہندو وکلاء کو اپنے مقدمہ کی پیروی کی تکلیف نہ دیں۔ اور ہر رنگ اور ہر طریق سے اپنی قوم کا خیال رکھیں۔

تحریک اتحاد اور خواجہ حسن نظامی صاحب

خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے اخبار "منادی" ۱۵ جون میں لکھتے ہیں۔

"قادیانی جماعت کے پیشوائے اعظم جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے اپنی جماعت کو تمام مسلمان فرقوں سے غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں متحد و متفق ہو جانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور چونکہ قادیانی جماعت میں اپنے پیشوا کی اطاعت کا مادہ پوری طرح موجود ہے۔ اس واسطے یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اب قادیانی جماعت مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے اختلافی مسائل پر بحث مباحثہ اور جھگڑا ترک کر دے گی۔ اور جیسا کہ ان کے امام نے ان کو نصیحت کی ہے۔ سب قادیانی لوگ آریہ اور عیسائی اور مخالفین اسلام اقوام کے مقابلہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دیں گے۔

میں نہ کسی قوم کا امام ہوں۔ نہ کسی قوم کا لیڈر ہوں۔ نہ کوئی بڑا آدمی ہوں۔ لیکن چند عزیز اور چند درد دل رکھنے والے مسلمان میری بات بھی سن لیتے ہیں۔ اس لئے قادیانی پیشوا کے اعلان کی اطلاع اپنے رفیقوں کو اور غور کرنے والے مسلمان بھائیوں کو دیکر ان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس پیغام اتحاد کو قبول کر لیں۔

اس اتحاد کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ہم قادیانی ہو جائینگے۔ میں نہ پہلے کبھی قادیانی تھا نہ اب ہوں۔ نہ آئندہ ہونا چاہتا ہوں۔ مگر نازک وقت کا تقاضا ہے۔ کہ ہم سب مسلمان فرقہ بندی کے اختلافات کچھ دن کیلئے ملتوی کر دیں۔ اور اپنے مشترکہ دشمن کے سامنے اصلی اسلامی اخوت کی شان سے متحد ہو کر صف بستہ ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے رفیق اور میرے مرید اس معاملہ میں میری اطاعت کریں گے۔ اور اپنے اپنے مقامات پر قادیانی لوگوں سے بحث و مباحثہ ترک کر کے حفاظت اور اشاعت اسلام کے کام میں متحدہ کام شروع کر دینگے۔"

جناب خواجہ صاحب کی اپنے رفیقوں کو یہ ہدایت اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ موجودہ نازک حالات میں مسلمانوں کے اتحاد کی ضرورت کو خوب اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ کاش یہ بات ان سب لوگوں کی سمجھ میں بھی آ جائے۔ جو مسلمانوں کے کسی نہ کسی حصہ پر اثر رکھتے ہیں۔ اور پھر کوئی مسلمان بھی اس سلک میں منسلک ہونے سے باقی نہ رہے۔ جو مسلمانوں کے اتحاد کیلئے ضروری قرار دی گئی ہے۔ اب بھی جو لوگ اس اتحاد سے علیحدہ رہیں۔ یا اس میں کسی قسم کی رخنہ اندازی کریں۔ انہیں دشمنان اسلام سمجھنا چاہیئے۔

ہندوؤں کا مسلمانوں سے مقاطعہ

مسلمان تو ابھی تک اتنا بھی نہیں کر سکے۔ کہ ہندوؤں کو ناپاک اور پلید سمجھ کر ان کی جو چیزیں ان سے لینا گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ چیزیں مسلمان بھی ہندوؤں سے نہ خریدیں۔ اور اس طرح اپنی غیرت اور حمیت کا ثبوت دینے کے علاوہ کھانے پینے کی چیزوں پر جو روپیہ صرف کرتے ہیں۔ اسے بھی بچالیں۔ لیکن ہندو اشیاء کے خریدنے کے متعلق مسلمانوں سے کلی مقاطعہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ لاہور میں ہندو محلوں میں مسلمان سبزی فروشوں کی دوکانیں بند ہو گئی ہیں۔ اور ان کی جگہ ہندو سبزی فروشوں کی دوکانیں کھل گئی ہیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے سبزی کی خرید قطعاً بند کر دی ہے۔ اور نہ صرف اپنی دوکانوں کا انتظام کر لیا ہے بلکہ اپنی ہندو سبزی منڈی بھی کھول لی ہے۔

بوٹ اور شوز فروخت کرنے والے مسلمان دوکانداروں کا بھی بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ کوئی ہندو گاہک کسی مسلمان کی دوکان پر نہیں جاتا۔ مسلمان قصابوں سے گوشت خریدنا ترک کر کے جھٹکا کا گوشت خریدنا شروع کر دیا گیا ہے۔ اور جھٹکے کی کئی دوکانیں کھل گئی ہیں۔ ٹانگہ والے بھی اب بکثرت ہندو اور سکھ ہیں۔ کوئی ہندو یا سکھ کسی مسلمان ٹانگہ والے کے ٹانگے پر سوار نہیں ہوتا۔ خواہ اسے کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ ہو۔ جن ہندوؤں نے اپنے کرایہ کے ٹانگوں پر مسلمان کوچوان ملازم رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اب ہندو اور سکھ مقرر کر کے مسلمانوں کو جواب دیدیا ہے۔ ہندو حلوائیوں نے مسلمان گوجروں سے دودھ خریدنا ترک کر دیا ہے۔ اور علاقہ ماجھا سے دودھ منگانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

ہندوؤں کی طرف سے یہ سب کچھ اور نہ معلوم اور کیا کچھ نہ صرف لاہور میں بلکہ ہر جگہ ہو رہا ہے۔ لیکن مسلمان تا حال خواب غفلت میں پڑے ہیں۔ انہیں اس کو محسوس ہی نہیں۔ کہ ہندو ان کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کس قدر زور شور سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ کیا مسلمان اس قدر بے غیرت ہیں۔ کہ وہ اب بھی اپنی دوکانوں سے سودا خرید کر اپنی تجارت کو فروغ نہ دینگے۔

ہندوؤں کے ارادے

ہر جگہ مسلمانوں کو جان و مال کا نقصان پہنچانے اور پھر مقدمات میں پھنسا کر سزا دلانے کی وجہ سے ہندوؤں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ وہ کھلم کھلا ہندوستان سے مسلمانوں کو مٹا دینے کا اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ دشونا تھ گوکھلے بی۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈیٹر ہریٹ کا ایک مضمون جو ۱۸ر جون کے ملاپ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو اکساتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اگر بعض ہندو ہراساں ہوں تو ہوں۔ مگر مستقبل میں ان کے لئے خطرہ نہیں ہے۔ ہندوؤں کو بھی ویسے ہی کھلم کھلا طور پر اپنی پسند کا اعلان کرنا ہوگا۔ ایشور پر بھروسہ رکھ کر انہیں پہلے تو اپنے دھرم۔ اپنے گھروں۔ اپنی استریوں کی حرمت کو برقرار رکھنے کے لئے اور پھر تمام دشمنوں کی مخالفت کے باوجود اپنی مادر وطن کو غیروں کے تصرف سے آزاد کرانے کے لئے مصروف جنگ ہونا پڑیگا"۔

چونکہ ہندوؤں کے نزدیک اس وقت ان کے سب سے بڑے دشمن مسلمان ہیں۔ جن پر وہ اپنی عورتوں کی بے عزتی کرنے اور دھرم کو برباد کرنے کا الزام لگاتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان سطور میں انہیں کے استیصال کا ذکر ہے۔ اور وہ استیصال بھی جنگ کے ذریعہ کرنا چاہتے ہیں مسلمانوں سے ہم یہ تو نہیں کہیں گے۔ کہ وہ جنگ کے ذریعہ ہندوؤں سے فیصلہ کرنے کا ارادہ کریں۔ لیکن یہ ضرور کہیں گے۔ کہ اپنی حفاظت اپنی عزت کی حفاظت اپنے اموال کی حفاظت کے لئے انہیں ہر طرح کی قوت حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا میں کمزوری اتنا بڑا جرم ہے۔ جسے طاقتور کبھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ اور کمزور کو یقیناً اپنی کمزوری کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

کیا یہ سچ ہے؟

سکھ اخبار شیر پنجاب (۱۹ر جون) لکھتا ہے:۔

"ایک سکھ ردھ عیسائی ہو گیا۔ دو سکھ مہاراجے کیس کٹا کر پتت ہو چکے ہیں۔ ایک سکھ شاہی خاندان جو سینکڑوں ممبروں پر مشتمل ہے۔ پتت ہو چکا ہے۔ ملکیوں کی نسل قریباً ساری مسلمان ہو چکی ہے۔ ضلع لاہور کے مشہور رئیس گھرانہ موکل کے قریباً تمام ممبران مسلمان ہو چکے ہیں۔ امرتسر میں پتت لوگوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ مذہبی اداراے کبیر پنتھی وغیرہ نسلوں کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سکھ گھرانے عیسائیت اور اسلام کی گود میں جا چکے ہیں"۔

اگر یہ سچ ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ سکھوں کو اسلام کی طرف خاص طور رغبت پیدا ہو رہی ہے۔ موجودہ زمانہ میں کسی قوم کے ایسے طبقہ کا جو دنیوی لحاظ سے بہت ادنےٰ حالت میں ہو۔ عیسائیت کی گود میں چلا جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے پاس کشش کے بہت کچھ سامان موجود ہیں لیکن ایسے لوگوں کا اس وقت اسلام کی طرف متوجہ ہونا جبکہ مسلمان مصائب اور مشکلات کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ اور جو اٹھتا ہے۔ انہیں دبانا اور ستانا شروع کر دیتا ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اسلام کی خوبیاں ان کو اس کی طرف متوجہ کر رہی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کر رہا ہے۔

اس مبارک اور نیک امر کو دیکھ کر بھی اگر مسلمان سکھوں اور دوسری اقوام کے لوگوں میں تبلیغ اسلام کے متعلق پوری کوشش اور سعی سے کام نہ لیں۔ تو نہایت ہی افسوس کا مقام ہوگا مسلمانوں کو اپنے بقا اور قیام کی بنیاد تبلیغ اسلام کو قرار دینا چاہیئے۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اسے مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مولوی صاحبان کا باہمی سر پھٹول

اس وقت جبکہ ہر طرف سے اسلامی فرقوں کے اتحاد اور یگانگت کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ اور دشمنوں کے حملوں کو دیکھکر ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ ان کا متحدہ و متفقہ طور پر مقابلہ کیا جائے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اپنے دامن تقدس سے فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہے۔ کہ مخالفین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ مسلمان کہلانے والوں پر زیست تنگ کر دیں۔ اور کوئی اسلام کا نام لیوا نہ رہنے دیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مولوی و عالم کہلاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے مذہبی اور روحانی رہنما ہونے کے مدعی ہیں۔ چونکہ ان کی فتنہ انگیزیاں اب حد سے بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے اخبار زمیندار (۱۶ر جون) کو بھی ان کے متعلق لکھنا پڑا ہے:۔

"آج مولوی صاحبان کے باہمی سر پھٹول اور تکفیر و تفسیق کا نتیجہ ہے۔ کہ کفار کو روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات اقدس کو ظالم بدمعاش "رنگیلا" کہنے کی جرأت ہوئی۔ اگر علما کو واقعی دین سے وابستگی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ شکم پرستی پر دین حنیف کی عزت کو ترجیح دیتے ہیں۔ تو آج وہ خدا کے لئے کم از کم اتنی مدت کے واسطے اپنے فروعی اختلافات سے غافل ہو کر اجتماعی قوت کے ساتھ دشمنان دین کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ جب تک کہ اعدا کا توہین آمیز دل آزار رویہ بدل کر فضائے مذہب صاف نہ ہو جائے۔ جن بدبخت مولویوں کے چشم و دل کو موجودہ ہولناک تر انقلابات نے بھی تازیانہ عبرت رسید نہیں کیا۔ انکی حالت پر آخری فاتحہ پڑھ دینی چاہیئے۔ یہ لوگ جسم ملت کا مسموم گوشت ہیں۔ جہانتک جلد ممکن ہو۔ اس سڑے ہوئے گوشت کو علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ لیکن سب سے زیادہ افسوسناک حالت ان خوش عقیدہ افراد قوم کی ہے۔ جو ان شکم پرست فرقہ بند مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا کر اتحاد اسلامی کی جڑوں پر تیشہ چلا رہے ہیں"۔

کیا مسلمان ایسے ننگ اسلام مولویوں کو راہ راست پر لانے کی ...

مسافر حجاز کا مکتوب

(از مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ)

(۱)

میں کہاں ہوں

میرا بھاری بھرکم گر میلا جہاز ۲ ہزار حاجیان بیت اللہ کو لئے پانچ روز کے بعد جھومتا جھامتا۔ بحیرہ ہند کو عبور کر گیا ہے۔ آج چھٹے دن آبنائے باب المندب سے گذر رہا ہے۔ میں فسٹ کلاس کے تختہ جہاز سے یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ میرے دائیں ہاتھ وہ ملک ہے۔ جس کی نسبت مولانا حالی نے کہا ہے۔ ؎

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا
جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جدا تھا
نہ کشورستاں تھا نہ کشور کشا تھا
نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آب باراں پہ تھی زندگانی
زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں
لوؤں کی لپٹ باد صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں
کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کل کائنات اس کی یہ تھی

میں اس سیاہ اور سبزی سے معرا پہاڑیوں کو دیکھتا ہوں مسدس حالی میں جو اس کا خاکہ کھینچا ہے۔ اسے پڑھتا ہوں۔ اور پھر دل سے پوچھتا ہوں۔ کیا انگلستان اور فرانس جیسے یہ آنکھیں دیکھ چکی ہیں۔ اس ملک کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ کیا لنڈن و پیرس جنکی میں سیر کر چکا ہوں اس محبوب بلد الامین کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ جو میرا منزل مقصود اور ملک عرب کا خاص شہر ہے؟ محبت و عشق سے لبریز قلب کہتا ہے۔ نہیں اور نہیں۔ وہاں ذوق منفی تھا یہاں دار محبوب ہے۔ آنکھ میں پانی طبیعت میں شوق اور تمام جسم میں ایک خوشی کی سنسنی ہے۔ دل میں اطمینان ہے۔ کہ یکم جون کو باب المکہ جدہ پہ پہنچیں گے۔ اور پھر انشاء اللہ دل کی امنگیں نکلیں گی۔

ہاں میرے بائیں طرف تاریک براعظم ہے۔ بحر احمر کے پار اس کے خشک کناروں پرے سوڈان کو عبور کر کے صحرائے اعظم کے نیچے جھیل چاڈ کے اس طرف پانچ ہزار میل پر میرے وہ بلال ہیں۔ جن کے درمیان میری زندگی کا بہترین اور نہایت کارآمد حصہ گذرا۔ جن کے سیاہ چہروں سے سفید آنکھیں اب بھی میرے منہ پر نظر کر رہی ہیں۔ اور مجھے کہہ رہی ہیں:-

Father do come ابا جان ضرور ایک مرتبہ پھر آؤ۔

بس میرے عزیز! غریب نیرؔ اس خط کے لکھتے وقت اس جگہ اور اس حالت میں ہے۔ جس کا نقشہ محولا بالا سطور میں کھینچا گیا ہے۔

سرودستان ہے تو کالا ہاتھی۔ مگر اپنی چال میں آج خاص ناز رکھتا اور اپنے نام کی لاج رکھ رہا ہے۔

قادیان سے کراچی

دارالامان سے میں ۸ مئی کو چلا۔ اور چونکہ بدقسمتی سے کئی مرتبہ ارادہ کر کے زیارت حرمین کی آرزو کے پورا کرنے سے محروم رہا۔ اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اپنے ارادہ کا اعلان کرنے سے جھجکتا رہا۔ اب سنئے! ۸ مئی کو چلکر لاہور سے کراچی ایکسپریس شام کے وقت لی۔ اور ۹ مئی کو لودھراں پہونچا۔ وہاں کے دوستوں کی درخواست تھی کہ میں ان کو کچھ سناؤں۔ اس لئے ۹ مئی کی رات کو لینٹرن لیکچر دیکر اسی رات کراچی کی طرف روانہ ہوگیا۔ دس و گیارہ کراچی میں گذار کر ۱۲ مئی کو حیدرآباد سندھ انجمن نصرت الاسلام کی دعوت پر پہونچا۔ اور ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ مئی تین روز حیدرآباد میں تقریریں کیں۔ یہ شہر سندھ میں دولت ثروت۔ علم اور تجارت ممالک خارجہ کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور یہاں کے ٹانک منتظم تاجروں نے مغربی افریقہ میں مجھے بہت کچھ اخلاقی امداد دی تھی۔ اس لئے ہوم ٹیڈ ہال اور نسبت ہال میں اردو و انگریزی میں تقریریں کرنے اور دین اسلام کی تعلیم کا لوگوں پر اظہار کرنے کے فرض کو پورا کرنے میں مجھے خوشی ہوئی۔ سکھ صاحبان کثرت سے لیکچروں میں شامل ہوتے۔ حیدرآباد سے فارغ ہو کر ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ مئی کو ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام اور ۱۹ مئی کو سندھ مدرسہ میں پرنسپل ڈاکٹر میو صاحب کے زیر صدارت انگریزی و اردو میں تقریریں کیں۔ اور علمی کام بذریعہ لینٹرن دکھایا۔ مجھے کہا گیا تھا۔ کہ کراچی کی پبلک نے تقریروں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور لوگ مزید تقاریر سننے کے خواہاں ہیں۔

۲۰ و ۲۱ و ۲۲ مئی تیاری سفر اور ٹیکہ چیچک۔ دفتر جہازراں کمپنی نمازی۔ اور جہاز دار و سرودستان پر جا کر صرف ہوئے۔ ۲۳ مئی کو آخر گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے سواری جہاز میسر آئی۔ الحمد للہ۔

سرودستان اور اس کے مسافر

حاجیوں کے جہازوں میں یہ جہاز بڑا اور قریباً ۸ ہزار ٹن کا ہے۔ تیز رو ہے۔ سابقہ جرمن جہاز ہے کمپنی نے ۱۵ ہزار پونڈ میں خرید کیا تھا۔ یہ جہاز باربرداری کا جہاز ہے۔ مگر حج کے موسم میں اپنی قسم کے دوسرے جہازوں کی طرح حاجیوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور مالی تجارت کی جگہ بوروں اور صندوقوں کی بجائے حاجیوں کا بوجھ بھر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت قریباً ۱۷۰۰ مرد اور ۳۰۰ عورتیں اس پر سوار ہیں۔ حاجیوں کی حالت زبون کی ذمہ واری اول خود حاجیوں پر۔ پھر کمپنیوں پر۔ اور اس کے بعد محافظان حجاج اور حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل کے لئے میں اس وقت تیار نہیں۔ میری اپنی ذات کو اس جہاز پر بہت آرام ملا ہے۔ تمام جہاز کی بہترین جگہ مجھے ملی ہے۔ انگریز افسران جہاز خوش اخلاق ہیں۔ کمپنی کے ایجنٹ نے احسان کا معاملہ کیا ہے۔ چیف افسر مغربی افریقہ کے سمندروں کا واقف انگریز ہے۔ مسافران درجہ اول نے ادب و لحاظ اور مروت کا برتاؤ کیا ہے۔ جہاز پر بیماری میرے حصہ میں آچکی ہے۔ اور اس کے لئے میں تیار رہتا ہوں۔ جب بیماری آتی ہے۔ تو خیال آتا ہے۔ کہ پھر سفر بحر نکروں گا مگر افاقہ کے بعد نئی امنگیں پھر قلب پر موجزن ہو جاتی ہیں۔ بہر حال میں سرودستان پر ہر طرح سے آرام سے ہندوستانی۔ ایرانی۔ عراقی۔ بخارائی۔ عربی۔ حاجیوں کے درمیان جا رہا ہوں۔ ہندوستانیوں میں چند سندھی اور سورتیوں کے علاوہ باقی سب شمالی ہند کے باشندے ہیں۔

مسافروں میں سید گلاب شاہ صاحب سیاح جو ایران و عراق کا سیر کر کے آئے ہیں۔ مولوی کریم بخش صاحب شاکر پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ غلام نقشبند صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کوہاٹ۔ سید ابراہیم کھنڈوائی سیٹھ عبدالقادر سکنہ سورت اور چند دیگر معززین ہیں۔ کچھ مولوی صاحبان بھی ہیں۔ جن کی آنکھیں بعض اوقات کمزور نحیف احمدی نیرؔ کے جسم کی سر سے پاؤں تک سیر کرتی رہتی ہیں۔

تبلیغ

ہندوستان میں مسلمانوں کی نازک حالت اور مسلمانوں کی ذمہ داری کی طرف میں طبقہ مسلمانان کو متوجہ کرتا رہا ہوں۔ سلسلہ عالیہ کے مسائل حضرت اقدس کے دعاوی کا علم ایسے متلاشیان حق کو دیا ہے۔ جو فائدہ اٹھانے کی نیت سے سائل ہوئے ہیں۔ قرآن پاک کا کپتان صاحب مطالعہ فرما رہے ہیں۔ پارسی ڈاکٹر جہاز پارہ اول انگریزی پڑھ رہے ہیں۔ دو ہندو ڈاکٹر ایک اور جہاز کا چارج لینے کے لئے جدہ جا رہے ہیں۔ دونو نوجوان سعید ہیں۔ آریہ سماج کے گندے عقائد اور زہریلے پرچار سے ناآشنا ہیں۔ رامائن گیتا کے شلوک سنتے اور سناتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے واقعات سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ تناسخ کے غیر معقول مسئلہ کا بودا پن سمجھ چکے ہیں۔ جہاز کے دو نوجوان انگریز وائرلس آپریٹر محبت اور ادب سے تعلیم الاسلام سنتے ہیں۔ مسجد لنڈن میں تو رخصت ہو جانے کا

ارادہ ظاہر کرتے ہیں ؛

حاجیوں کی حالت

جہاز پر سوار ہونے سے پہلے کراچی میں صحت کا معائنہ ہوتا ہے۔ اور ہاتھ پر ایک نشان لگا دیا جاتا ہے۔ جس طرح بھیڑ بکری ذبح کرنے سے قبل نشان صحت لگائے جانے سے قیمتی ہو جاتی ہے اسی طرح حاجی پر نشان لگنے سے وہ جہاز پر سوار ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس نشان لگانے کے عمل میں جو وقت صرف ہوتا ہے۔ اس میں حاجی کا اسباب جہاز پر قلی لے جاتے ہیں۔ میرا اسباب بھی اٹھا کر اوپر لے جایا گیا۔ شیخ نیاز محمد صاحب کی کوشش توجہ اور محنت سے مجھے خدا نے بہترین جگہ دیدی۔ کمپنی کے دفتر اور تختہ جہاز پر ایسے لوگ عالماً حج کے اندر دیکھے جا رہے ہیں۔ جن کا پیشہ ہی سوال ہے۔ بعض ساتھیوں کو صندوق میں بند کر کے لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ایک ایرانی شیعہ حاجی بھائی کی بیوی بیمار ہے۔ آج صبح اپنی طرف سے تو وہ حالت مرگ است کا فتویٰ دے چکے تھے۔ مگر جب ڈاکٹر بلائے گئے۔ اور دوائی لائی گئی۔ تو پہلے بلانے سے انکار آخرش نیز کے سمجھانے اور خود پی کر دکھانے سے ہمارے بھائی کی تسلی ہوئی۔ اور ہماری بہن نے دوائی پی۔ مگر ہسپتال میں داخل ہونے سے انکار پر برابر اصرار ہے۔ بعض تجارت وسیاحت کے لئے بھی جا رہے ہیں۔ حاجیوں میں معلم صاحبان کے ایجنٹ بھی ہیں۔ اور اپنی دوکان کا کام کر رہے ہیں۔ خدا ترس لوگ بھی نیک ارادوں سے جا رہے ہیں۔ غرض ہر قسم کے آدمی موجود ہیں ؛

ایڈیٹر صاحب مسلم آؤٹ لک کا پیغام

سید دلاور شاہ صاحب ایڈیٹر "مسلم آؤٹ لک" نے عدالت عالیہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے ایک پیغام مسلم آؤٹ لک کے ناظرین کے نام شائع کیا ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں "میں نے اخبار میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے جذبات کے آئینہ دار ہیں۔ اور میرا صدق دل سے یہ خیال ہے۔ کہ مسلمانوں کے احساسات یہی ہیں میرا قلب مطمئن اور میرا دل شاد ہے۔ کہ خدمت اسلام اور اسلامی فرض کی ادائیگی کے لئے جو احمدی مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔ میرے خلاف مقدمہ چلایا گیا ہے ؛

مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کے ان پیغامات سے مسرت حاصل ہوئی ہے۔ کہ وہ ہمارے واسطے ہر قسم کی قربانی کرنے کیلئے طیار ہیں۔ مجھے امید واثق ہے۔ کہ وہ اپنے انگریزی روزنامہ کی آواز کو زیادہ موثر بنانے کی کوشش کرینگے۔ اور اسے دور دور تک پہنچائیں گے۔ میرے احباب مجھ سے فرماتے ہیں۔ کہ اگر ضرورت پیش آئی۔ اور ہمیں قسم کی قربانی کری

سید دلاور علی شاہ صاحب احمدی ایڈیٹر "مسلم آؤٹ لک" کا بیان

جو انہوں نے عدالت عالیہ پنجاب میں پیش کیا

قل ان کان اباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا احب الیکم من اللہ ورسولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین ؛

یعنی اگر تم اپنے والدین۔ اولاد، دوست احباب اور اعزہ واقارب کو یا اپنے مال و دولت کو اور کاروبار کو جس کی خرابی تمہارے لئے سوہان روح ہے۔ اور اپنے مکانات و منازل کو جو تمہارے لئے سرمایہ راحت وانبساط ہیں۔ خدا اور رسول سے عزیز تر سمجھو۔ تو خدا کے حکم کے منتظر رہو۔ اور خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ؛ (قرآن حکیم سورہ ۱۰ آیہ ۲۴)

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص مومن صادق نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ وہ مجھے اپنے والدین اولاد اور تمام عزیز واقارب سے عزیز تر نہ سمجھے ؛ (بخاری شریف)

مجھے اس عدالت کی طرف سے بذریعہ اطلاعنامہ مجریہ ۱۶ جون ۱۹۲۷ء حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس عدالت کے سامنے حاضر ہو کر وجہ بیان کروں۔ کہ کیوں مجھ سے اس مضمون کی پاداش میں قانونی سلوک نہ کیا جائے۔ اور کیوں مجھے جیل میں نہ بھیج دیا جائے۔ جو (Risign) "مستعفی ہو جاؤ" کے عنوان سے "روزنامہ مسلم آؤٹ لک" میں شائع ہوا ہے۔ جس کی ادارت کے فرائض مجھ سے متعلق ہیں۔ اور جس میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ کا ذکر ہے۔ جو کتاب "رنگیلا رسول" کے مقدمہ میں ان کی عدالت سے صادر ہوا ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس مضمون میں ایسے امور درج کئے گئے ہیں۔ جن سے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کی انصاف پسندی ناطرفداری۔ معدلت گستری۔ اور دانش پژوہی پر حرف آتا ہے۔ اور جس سے عدالت اور اس کے منصب کی توہین ہوتی ہے۔ جن حالات میں یہ مضمون سپرد قلم ہوا۔ اور جو امور اس میں بیان ہوئے ان کی تشریح و توضیح کے لئے مذکرہ صدر اطلاعنامہ کے جواب میں حسب ذیل بیان پیش کرتا ہوں ؛

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک شخص مسمی راجپال نے ایک کتاب "رنگیلا رسول" کے نام سے شائع کی۔ اس کتاب کی ضبطی حکومت کے حکم سے عمل میں آئی۔ اور راجپال کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند مجرم قرار دیا گیا۔ راجپال نے عدالت ماتحت اور عدالت سشن کے فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں نظرثانی کے لئے درخواست دی۔ جو ۴ مئی ۱۹۲۷ء کو مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کی عدالت میں برغرض سماعت پیش ہوئی۔ آنریبل جج نے نتیجہ اخذ کیا۔ کہ یہ کتاب پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سیرت کی عناد آمیز اور اہانت خیز ہجو ہے مگر اس کے ساتھ ہی آنریبل جج نے یہ رائے بھی قائم کی ہے۔ کہ ایسی ہجو کی اشاعت پر دفعہ ۱۵۳ الف اطلاق پذیر نہیں ہو سکتی۔ اور اس بناء پر انہوں نے کتاب کے ناشر راجپال کو بری کر دیا۔

اس وقت مجھے اس کتاب کے مضامین پر شرح و بسط سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور میں یہی کہنے پر کفایت کرتا ہوں کہ کتاب کی نوعیت اور اس کے مضامین کی نرم سے نرم تعبیر یہی ہو سکتی ہے جو آنریبل جج نے کی ہے۔ یعنی کہ یہ کتاب پیغمبر اسلام کی عناد آمیز اور اہانت خیز ہجو ہے ؛

اطاعت رسول کا جذبہ ہی وہ چیز ہے۔ جس سے عزیز تر اور کوئی چیز مسلمانوں کے نزدیک نہیں ہے۔ عام مسلمان کسی حیثیت کا بھی ہو وہ اپنے محبوب پیغمبر کی ذات پر یا آنحضرت کی سیرت پر کسی قسم کا حملہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اس جذبہ کو الفاظ میں محدود کرنا مشکل ہے۔ اور کوئی غیر مسلم اس امر کا کما حقہٗ اندازہ ہی نہیں کر سکتا کہ یہ جذبہ کتنا عمیق ہے۔ اور کس حد تک یہ ہر مسلمان کے دل میں جاری وساری۔ اسی وجہ سے "رنگیلا رسول" کی اشاعت سے ہر مسلمان کے دل پر دہشت اور مایوسی چھا گئی۔ لیکن مسلمانوں میں اس کتاب کی اشاعت سے جو غصہ کی لہر دوڑی۔ اسے انہوں نے ضبط کیا۔ اور اپنے دلوں کو اس طرح ڈھارس دی۔ کہ جو شخص بھی کتاب کی اشاعت کا ذمہ وار ہے۔ اسے قانونی شکنجہ میں کھینچ کر مناسب سزا دی جائے گی۔ مگر مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ نے مسلمانوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور اس وسیع وعریض ملک میں رہنے والے کروڑوں مسلمانوں کے احساسات وجذبات کو سخت صدمہ پہنچایا۔ بظاہر اس فیصلہ کی بنیاد اس خیال پر ہے کہ اس ملک میں کسی مذہب کے بانی کے خلاف سخت سے سخت توہین آمیز حملہ ہر قسم کی گرفت کے خوف سے آزاد ہو کر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ملک کے قانون مروجہ میں کوئی دفعہ ایسی نہیں جو اس جرم پر عائد ہو سکے ؛

ساتھ ہی اس فیصلہ کے پڑھنے سے یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کہ بصورت حالات ایک ایسے ملک میں اس

بیسویں صدی میں رونما ہو۔ جس کے خداوندان حکومت اپنی رعایا کے ہر فرقہ و ہر طبقہ کے مذہبی جذبات کے تحفظ کامل کے دعویدار ہوں۔

میں قانون دان نہیں ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ دفعہ ۱۵۳ (الف) تعزیرات ہند کے الفاظ کو سمجھنے کے لئے کسی خاص قانونی قابلیت کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس میں ذرہ بھر شبہ نہیں کہ "رنگیلا رسول" کے مصنف کا مدعا سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا۔ کہ حضور آقائے دو جہاں صلعم کی ذات اقدس کے خلاف نہایت توہین آمیز الفاظ لکھے۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا اور ملک معظم کی رعایا کے مختلف فرقوں کے درمیان عناد و منافرت پھیلانا مقصود تھا۔ اس لئے "رنگیلا رسول" جیسی کتاب پر یقیناً دفعہ ۱۵۳ (الف) عائد ہوتی ہے۔ میری اس رائے کو عدالت عالیہ الہ آباد کے جج مسٹر جسٹس دلال کے مندرجہ ذیل فیصلہ سے تقویت پہنچتی ہے جو ان کی عدالت سے ایک ایسی ہی کتاب "ویچتر جیون" کے مصنف کالی چرن کے مقدمہ میں صادر ہوا۔

"سائل کے وکیل نے عدالت عالیہ لاہور کے ایک آنریبل جج کے فیصلہ کی نقل پیش کی جو ایک ایسی ہی کتاب (رنگیلا رسول) کے متعلق ان کی عدالت سے صادر ہوا ہے۔ باوجودیکہ عدالت عالیہ پنجاب کے فاضل جج کا احترام میرے دل میں موجود ہے۔ مجھے ان کے اس خیال سے اتفاق نہیں۔ کہ جس کتاب سے مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو صدمہ پہنچ سکتا ہے۔ اس سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف فرقوں کے درمیان نفرت و عناد پھیلنے کا احتمال نہیں۔

میں خود اس معاملہ کو ایک جج کے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ ہندوستان کے ایک معمولی شہری کے زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں اس کتاب پر اس پہلو سے نظر ڈالتا ہوں کہ میں مسلمان ہوتا۔ اور میرے دل میں پیغمبر اسلام کی وہی وقعت ہوتی۔ جو ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ تو اس شخص کے متعلق میرے دل میں کس قسم کے جذبات موجزن ہوتے۔ جس نے ہندو پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر اسلام (صلعم) کو نشانہ تضحیک بنایا۔ ان حالات میں میرے دل میں نہ صرف کتاب کے مصنف کی نسبت جذبات نفرت و حقارت پیدا ہوتے [illegible] مجھے نفرت ہو جاتی۔ جس سے مصنف کا تعلق ہوتا۔ اور جس نے مصنف کو ایسی کتاب کی تصنیف کے لئے حوصلہ دلایا۔ اس لئے مجھے اس میں ذرہ بھر شبہ نہیں۔ کہ جو کتاب میرے سامنے پیش کی گئی ہے (اور جس کے تفصیلی حالات میں اس جگہ فیصلہ میں درج نہیں کرتا کہ یہ طریقہ ان خیالات کی مزید اشاعت کا ذریعہ ہوگا جو اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں۔) اس سے یقیناً ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت و عداوت پھیلے گی"

اس بناء پر میرا یہی خیال تھا۔ اور اب بھی ہے کہ "رنگیلا رسول" کے بارے میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کا فیصلہ سراسر غلط ہے۔ اور دفعہ ۱۵۳ (الف) تعزیرات ہند کے بالکل خلاف ہے۔

ہم آج تک یہی سنتے آئے ہیں۔ کہ قانون کے مفہوم کا نام انصاف ہے۔ اور جب قانون ہمیں یہ بتاتا ہو۔ کہ کتاب رنگیلا رسول کے ناشر نے دفعہ ۱۵۳ (الف) تعزیرات ہند کے ماتحت ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اور آنریبل مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ ہمیں یہ بتائیں کہ اس شخص سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا۔ تو مجھے یہ حق حاصل ہے۔ کہ میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ کو غیر منصفانہ کہوں۔ کیونکہ وہ قانون کے منشا کے خلاف ہے۔ اس لئے میں یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ کہ میں نے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ پر اس لئے اعتراض کیا ہے۔ کہ وہ قانون کی منشا کے خلاف ہے۔ میری یہ رائے صحیح ہو یا غلط۔ لیکن میں اپنی رائے پر قائم ہوں۔ اور اس کے اظہار کا مجھے حق ہے۔ خواہ آنریبل جج کا فیصلہ قانون کے مطابق ہے یا اس کے خلاف اس کا یہ اثر تو ظاہر ہے۔ کہ اس سے "رنگیلا رسول" جیسی کتابیں لکھنے والوں کو یہ حوصلہ ہو گیا ہے۔ کہ وہ کسی سزا کے مستوجب قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اور یہی خیال ہے جو اور کئی اسی قسم کی کتابوں کی اشاعت کا باعث ہوا ہے۔ اس کا ایک نہایت ہی دلخراش نتیجہ وہ مضمون ہے جو اخبار پرتاپ کی ۱۷ جون کی اشاعت میں ایک شذرہ کے دوران میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے اسی فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے پیغمبر اسلام کو "رنگیلا" کہہ کر کیا گیا ہے

یہ تو میں کہہ ہی چکا ہوں۔ کہ میرے خیال میں یہ فیصلہ خلاف قانون ہے۔ مگر جن خیالات کا اظہار میں نے سطور بالا میں کیا ہے۔ ان کی بناء پر میں اس فیصلہ کو نہ صرف غیر منصفانہ بلکہ اس کے نتائج و عواقب کے لحاظ سے اسے غیر دانشمندانہ کہنے کو بھی تیار ہوں اس خیال کا اظہار تو پہلے ہی ہو چکا ہے۔ کہ چونکہ اس کی وجہ سے ایسے اشخاص کے خلاف جو بقید حیات موجود نہیں۔ اور جن کو ہندوستان کے لاکھوں کروڑوں انسان حد درجہ کی عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ توہین آمیز کتابوں کے شائع ہونے کا امکان ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ نقض امن کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ اس کا نہایت ہی منحوس نتیجہ ہے۔ اس لئے میں یہ کہنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔ کہ ایسا فیصلہ کرنے میں جس سے اس قسم کے امکانات و احتمالات پیدا ہو گئے ہیں۔ آنریبل جج نے اس ذمہ داری کے احساس سے معرا ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ جس کی توقع ہمیں عدالت عالیہ کے ہر ایک جج سے ہے۔

میں اس سے قبل بیان کر چکا ہوں۔ کہ عدالت عالیہ الہ آباد کے جج مسٹر دلال نے جنہیں اس عہدہ جلیلہ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کی بہ نسبت بہت زیادہ وقت گذرا ہے۔ اس معاملہ میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ سے کلی اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ اس کی بناء پر مجھے یہ کہنے کا حق حاصل ہے۔ کہ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے ناتجربہ کاری کا ثبوت دیا ہے۔ نیز اگر یہ فیصلہ قانون کے خلاف ہے یا بلحاظ اس کے نتائج کے غیر دانشمندانہ ہے۔ اور ذمہ داری اور تجربہ کاری کے فقدان پر دلالت کرتا ہے۔ تو مجھے یہ کہنے کا بھی حق حاصل ہے۔ کہ ایسا فیصلہ کرنے میں آنریبل جج نے اس قابلیت کا ثبوت نہیں دیا۔ جس سے یہ خیال عوام کے دلوں میں جاگزیں ہو سکے۔ کہ آنریبل جج اس عہدہ جلیلہ کے فرائض کی بجا آوری کی اہلیت رکھتے ہیں۔

اگر قانون کی غلط تاویل کرنے سے آنریبل جج نے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے آدمی کے لئے انبیائے اولوالعزم مثلاً حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین پر حملہ کرنے کی راہ کھول دی ہے۔ اور ہر شخص کو یہ جرأت دلا دی ہے۔ کہ سزا کے خوف کے بغیر ہر قسم کے شرمناک حملے ایسی شخصیتوں پر کرے گا۔ تو گویا آنریبل جج نے ملک میں نہایت خوفناک صورت حالات پیدا کر دی ہے۔ جس سے یقیناً فتنے پیدا ہوں گے۔ اور خود عدالت عالیہ ایک مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گی۔ از روئے ایمان میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنریبل جج کے فیصلہ کا یہی نتیجہ ہوگا۔ اور اس لئے آنریبل جج کا فرض ہے۔ کہ وہ عدالت عالیہ کی ججی سے مستعفی ہو جائیں۔ تاکہ ان کے فیصلہ کے حوصلہ فرسا اثرات ذرا ہلکے ہو جائیں اسی لئے میں نے ازراہ ایمانداری آنریبل جج کو یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ ان کے لئے موجودہ حالات میں بہترین طریق یہی ہے۔ کہ وہ مستعفی ہو جائیں۔ جن خیالات کی بناء پر میں نے ایسا کیا۔ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ لیکن میں اس عدالت کو یقین دلاتا ہوں کہ میں انہیں اب تک صحیح خیال کرتا ہوں۔

میں نے سطور بالا میں بصراحت بیان کر دیا ہے۔ کہ آنریبل جج مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے کس قسم کے حالات میں "رنگیلا رسول" کا فیصلہ کیا۔ اور اس سے اسلامی آبادی کے جذبات پر کیا اثر ہوا میں عدالت عالیہ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس فیصلہ سے صرف مجھے ہی حیرت و استعجاب نہیں ہوا۔ بلکہ میرے یہ الفاظ تمام مسلمانوں کی آواز ہیں۔ کہ ہم خود اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے کس طرح اس عجیب و غریب اعلان کی ذمہ داری اپنے سر لینی گوارا کی۔ کہ "رنگیلا رسول" جیسی توہین آمیز کتابیں دفعہ ۱۵۳ الف کی زد سے باہر ہیں۔ ہم نے ہر چند کوشش کی۔ کہ قانون کی جو تعبیر اس فیصلہ میں کی گئی ہے اسے سننے اور صحیح ماننے کے لئے ہمارے دل و دماغ تیار ہوں۔ مگر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ زبردست سے زبردست استدلال بھی ہمیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ کہ ہم قانون کی اس تاویل کو صحیح تسلیم کریں۔ پس [illegible] اور

پریشانی کے عالم میں میں نے اس امر کی تحریک کرنا اپنا فرض خیال کیا کہ اُن حالات کی تحقیقات کی جائے جن کے ماتحت یہ عجیب و غریب فیصلہ ہوا۔ اگر یہ فیصلہ اُس نکتہ چینی کا مستحق ہے۔ جو میں نے سطور بالا میں کی ہے۔ تو یہ فیصلہ ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ اور جب اس قسم کی غلطی کسی اور محکمہ سے سرزد ہو تو نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ کہ اس کے متعلق تحقیقات عمل میں آتی ہے۔ اس عدالت کا ہر جج ایک پبلک سرونٹ ہے۔ اور اس حیثیت میں اس کے ہر فعل پر ایسی نکتہ چینی کی جا سکتی ہے۔ جیسی کسی دوسرے سرکاری ملازم پر۔

یہ نکتہ چینی منجسسانہ۔ سخت اور مخالفانہ بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن جب تک کسی خاص غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے۔ اور واقعات و حالات پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ یہ قرار دینا صحیح نہیں کہ نکتہ چینی جائز حدود سے تجاوز کر گئی ہے۔

صحافت کو بھی ایسے ہی اہم اور مقدس فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔ جیسے عدالت کو اور جیسے عدالت کے لئے بعض اوقات ناخوشگوار فرائض کی تکمیل لازمی اور لابدی ہوتی ہے۔ ایسے ہی صحافت کو بھی بعض اوقات ایسے فرائض سے سابقہ پڑتا ہے جو بلحاظ حیثیت تکلیف دہ ہوتے ہیں مگر ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ ایسے فرائض کو حوصلہ و جرات اور خوف کے بغیر ادا کیا جائے۔

مہذب ممالک کے ہر فرد کو سرکاری ملازم کے ان افعال پر نکتہ چینی کرنیکا حق ہے۔ جو بحیثیت سرکاری ملازم کے اس سے سرزد ہوئے ہوں۔ اور ملک کی سیاست کو نقصان پہنچائے بغیر اس نکتہ چینی پر ناجائز پابندیاں عائد نہیں کی جا سکتیں۔

جس مضمون کی بنا پر یہ تمام کارروائی عمل میں آئی ہے۔ اسے لکھ کر میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا۔ کہ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ پر جائز نکتہ چینی کی ہے۔ اس نکتہ چینی کا تعلق صرف فیصلہ سے ہے۔ اور آنریبل جج کا ذکر صرف اسی حد تک ہے۔ جہاں تک کہ فیصلہ کا تعلق ہے۔ اس میں آنریبل جج سے کوئی غلط بات منسوب نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی ان کی ذات پر کوئی حملہ کیا گیا ہے۔

اس مضمون کی اشاعت کی تمام تر ذمہ داری میری ذات پر عائد ہوتی ہے۔ اور مسلم آؤٹ لک کے طابع اور ناشر کی ذمہ داری بالکل اصطلاحی ہے۔ خاتمہ پر میں اس ملک کے تمام مسلمانوں کی یہ آواز عدالت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ بات نہایت بے قاعدہ ہے۔ کہ یہ عدالت جس شخص کو چاہے اپنی توہین کے الزام میں سزا دے دے۔ اور اگر اس ذات والا صفات کی معاندانہ ہجو کی جائے۔ جس کا ادنیٰ خادم کہلانا اس عدالت کے بعض ارکان اپنے لئے ذریعہ افتخار سمجھتے ہوں۔ تو اس کے انسداد کے لئے اس عدالت کا قانونی ترکش بالکل خالی ثابت ہو۔

مولوی نور الحق طابع و ناشر مُسلم آؤٹ لک کا بیان

میرا بیان بھی وہی ہے۔ جو مدیر مسلم آؤٹ لک نے عدالت میں پیش کیا ہے۔ اور میں اس پر کچھ اضافہ نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

مسلم آؤٹ لک کے متعلق عدالت عالیہ پنجاب کا فیصلہ

لاہور ۱۴ جون۔ جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے فیصلہ مقدمہ "رنگیلا رسول" کے متعلق "مسلم آؤٹ لک" میں جو تنقیدی مضمون بعنوان "دیزائن" شائع ہوا۔ اس کے خلاف جو نوٹس عدالت عالیہ کی طرف سے توہین عدالت کے سلسلہ میں سید دلاور شاہ صاحب احمدی مدیر "مسلم آؤٹ لک" اور مولوی نور الحق صاحب طابع و ناشر کے نام موصول ہوا۔ اس کی جوابدہی کے لئے آج عدالت عالیہ کی مکمل بنچ کے روبرو جو آنریبل مسٹر جسٹس براڈوے (جو آج کل سر شادی لال کی غیر حاضری میں چیف جسٹس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔) مسٹر جسٹس ظفر علی۔ مسٹر جسٹس ٹیک چند۔ مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم۔ اور مسٹر جسٹس ایڈیسن پر مشتمل تھی۔ مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ استغاثہ کی طرف سے مسٹر گورڈن نوڈ گورنمنٹ ایڈوکیٹ پیروکار تھے۔ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب سید صاحب کی طرف سے پیروی کر رہے تھے۔ شیخ نیاز محمد۔ مولوی نور الحق صاحب کی نمائندگی کر رہے تھے۔ عدالت کے ہال میں مکمل بار کے علاوہ بہت سے مسلمان اور ہندو وکلاء اور معزز حضرات تشریف فرما تھے جماعت احمدیہ قادیان میں سے مولنا ذوالفقار علی صاحب (برادر علی برادران) اور دیگر معزز حضرات گیلری میں موجود تھے۔ عدالت عالیہ کے مختلف مقامات پر پولیس متعین تھی۔ کمرہ عدالت کے باہر بے شمار فرزندان توحید فیصلہ کے انتظار میں حدت آفتاب میں کھڑے تھے۔ ٹھیک گیارہ بجے جج صاحبان تشریف لائے۔ اور سماعت شروع ہوئی۔ سب سے پہلے عدالت نے مولوی نور الحق صاحب اور سید دلاور شاہ صاحب سے چند سوالات کئے۔ جن میں ان کے نام وغیرہ دریافت کئے۔ سید صاحب نے تسلیم کیا۔ کہ میں مسلم آؤٹ لک کا ایڈیٹر ہوں۔ اور ۱۴ جون ۱۹۲۷ء کی اشاعت کا بھی ذمہ دار ہوں۔

مولوی نور الحق نے بھی تسلیم کیا۔ کہ آپ مسلم آؤٹ لک کے طابع اور ناشر ہیں۔ دونوں حضرات نے تحریری بیان دیئے۔ جن کا اردو ترجمہ اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے سب سے پہلے یہ اعتراض پیش کیا۔ کہ عدالت عالیہ پنجاب کو اپنی تحقیر کی علت میں کسی شخص پر مقدمہ چلا کر اس کی نسبت خود ہی سزا تجویز کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ یہ اختیار ہندوستان میں صرف تین عدالتہائے عالیہ کو حاصل ہے۔ عدالت عالیہ کلکتہ۔ عدالت عالیہ بمبئی۔ اور عدالت عالیہ مدراس۔ یہ تینوں عدالتیں اختیار زیر بحث کو اس حیثیت سے عمل میں لانے کی مجاز قرار دی گئی ہیں۔ کہ وہ اس ملک میں ابتدائے حکومت انگریزی سے انگلستان کی عدالت عالیہ کی جانشین سمجھی گئی ہیں۔ اور از بسکہ انگلستان میں "کامن لاء" (قانون عمومی) نافذ ہے۔ اور وہی اختیار زیر بحث کا سرچشمہ ہے۔ کلکتہ اور مدراس اور بمبئی کی عدالت ہائے عالیہ کو بھی اسی قانون عمومی کی بدولت یہ اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ لیکن ہندوستان کی کسی اور عدالت عالیہ کو یہ اختیار مطلقاً حاصل نہیں۔ اپنے اس دعویٰ کی تائید میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے ایک زبردست تقریر میں بہت سے قانونی حوالے دیئے۔ لیکن ان کی ساری تقریر سننے کے بعد کوئی شافی جواب دیئے بغیر مسٹر جسٹس براڈوے نے دو لفظوں میں یہ فیصلہ کر دیا کہ ہماری عدالت کو اس مقدمہ کی سماعت کا حق حاصل ہے۔

اس کے بعد مقدمہ پر بحث شروع ہوئی۔ وکیل سرکار نے "مسلم آؤٹ لک" کے مضمون کی نسبت اپنا نقطۂ نظر بیان کیا۔ اور کہا کہ اس کا اصلی قابل اعتراض حصہ وہ ہے۔ جس میں جسٹس کنور دلیپ سنگھ کی نیت پر اشارۃً و کنایۃً حملہ کیا گیا ہے۔ اور مضمون نگار نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ وہ ان حالات کے لحاظ سے جن کے ماتحت جسٹس کنور دلیپ سنگھ نے اپنا فیصلہ لکھا مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ایک کمیشن بیٹھے۔ جو ان حالات کی تحقیق کرے" سو اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ مضمون نگار اپنے ناظرین کو بتانا چاہتا ہے۔ کہ جسٹس کنور دلیپ سنگھ نے اپنا فیصلہ قانون اور انصاف کو پیش نظر رکھ کر نہ لکھا تھا۔ بلکہ مذہبی اور نسلی جذبات سے متاثر ہو کر۔ مسٹر جسٹس براڈوے اور ان کے فاضل ساتھی بھی وکیل سرکار کے اس نقطۂ نظر سے متفق نظر آتے تھے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے ایک پُر اثر تقریر میں اس نظریہ کو باطل کرنے پر بہت کچھ زور بلاغت صرف کیا۔ اور کہا۔ کہ جس فقرہ کو عدالت عالیہ کی تحقیر کی جان بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے دونوں پہلو ہو سکتے ہیں اچھے بھی اور بُرے بھی۔ "مسلم آؤٹ لک" کے مقالہ نگار نے صریح الفاظ میں یہ نہیں لکھا کہ جسٹس کنور دلیپ سنگھ نے اپنا فیصلہ نسل یا مذہب کے جذبات سے متاثر ہو کر سپرد قلم کیا۔ بلکہ صرف ان حالات کا ذکر کیا ہے۔ جن کے ماتحت یہ فیصلہ صادر کیا گیا۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ ان حالات سے مقالہ نگار کی مراد صرف اسی قدر ہو کہ فاضل جج قانون سے نابلد اور مصالح وقت سے ناآشنا محض تھا۔ اور اسی بنا پر مقالہ نگار نے تحقیقات کا مطالبہ کیا ہو۔ پس عدالت کا فرض ہے۔ کہ اس امکان کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے ملزمین کو شبہ کا فائدہ دے۔ اور ان سے کوئی مواخذہ نہ کرے۔ لیکن یہ زبردست دلیل بھی مسٹر جسٹس براڈوے اور ان کے فاضل ساتھیوں کو قائل نہ کر سکی۔ ساری بحث سُن کر انہوں نے یہ فیصلہ نافذ کر دیا۔ کہ ہماری رائے میں ملزمین نے تحقیر عدالت کا ارتکاب کیا ہے۔ اور ان کے جرم کی نوعیت سنگین ہے۔ مولوی نور الحق کے وکیل مسٹر نیاز محمد خان نے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ ان کا

موکل محض مسلم اوٹ لک کا طابع و ناشر ہے - اور اس لئے اس کا جرم محض اصطلاحی ہے اصلی ذمہ داری ایڈیٹر پر عائد ہوتی ہے - اور اس لحاظ سے اول تو اس کو سزا ملنی ہی نہ چاہیئے - ورنہ اس میں بہت کچھ تخفیف ہونی چاہیئے - اس موقع پر مولوی نور الحق نے اٹھ کر کہا - کہ میرا وکیل میرے صحیح جذبات کی ترجمانی نہیں کر رہا ہے - میں اپنے بیان میں لکھ چکا ہوں - کہ میں مسلم اوٹ لک کے مضمون "مستعفی ہو جاؤ" کے ہر لفظ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں - ایک لفظ واپس لینے کے لئے تیار نہیں ہوں - اور اس کا پورا خمیازہ بھگتنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کے تحفظ کے خیال سے آمادہ ہوں - اس پر مسٹر جسٹس براڈوے نے اپنا فیصلہ سنا دیا - جو یہ تھا کہ سید دلاور شاہ صاحب احمدی کو چھ مہینے قید محض سادہ ہے سات سو روپیہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ چھ ہفتہ مزید قید کی سزا دی جاتی ہے - اور مولوی نور الحق کیلئے تین مہینے قید محض اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی ایک ماہ کی مزید سزائے قید تجویز کی جاتی ہے -

فیصلہ کے بعد معاً مولوی نور الحق صاحب اور سید دلاور شاہ صاحب کو پولیس موٹر میں بٹھا کر سنٹرل جیل لے گئی - اور انکی صورت تک ان مسلمانوں کو جو احاطہ عدالت میں موجود تھے - دیکھنے نہ دی ؛

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بی اے سب جج

درجہ چہارم شاہ پور ضلع شاہ پور

خان محمد ولد خیر محمد حجام سکنہ بڈھ قائم دین تحصیل خوشاب

بنام

حاکم خان ولد ترمان ذات اعوان سکنہ بگو تحصیل خوشاب حال چک جھنگ شمالی علاقہ سرگودہا -

دعویٰ -/۱۰۰ روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی حاکم خان مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے - اور روپوش ہے - اس لئے اشتہار ہذا بنام حاکم خان مذکور جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر حاکم خان بتاریخ ۱۶/۷/۲۷ کو بمقام صدر شاہ پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا - تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی - آج بتاریخ ۱۳/۶/۲۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا -

دستخط حاکم — مہر عدالت

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ - ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر

درجہ چہارم ترنتارن

(مقدمہ انعال ۳۳۶ بابت ۱۹۲۶ء)

ہزارہ سنگھ ولد رودا سنگھ ذات جٹ سکنہ ٹھو کے تحصیل ترنتارن ڈگریدار

بنام

سنتا سنگھ ولد بوٹا سنگھ ذات گھمار سکنہ الو کے تحصیل ترنتارن
پالا سنگھ ولد چوہڑ سنگھ ذات جٹ سکنہ الو کے - مدیونان -

دعویٰ فعال -/۱۴۰ روپیہ -

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعیان مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے - اور روپوش ہے - اسلئے اشتہار ہذا بنام مدعیان مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر مدعیان مذکور ۱۵ ماہ جولائی ۱۹۲۶ء کو بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کرے گا - تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی - آج بتاریخ ۱۰ ماہ جون ۱۹۲۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ؛

دستخط حاکم — مہر عدالت

617

لاہور میں ہائیکورٹ پنجاب کے فیصلہ پر رنج و افسوس کا عظیم الشان مظاہرہ

"مسلم آؤٹ لک" کے ایڈیٹر سید دلاور شاہ صاحب بخاری اور پرنٹر مولوی نور الحق صاحب کو ہائیکورٹ کے سزائے قید و جرمانہ دینے پر ۲۲ر جون کو لاہور میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس کے اجتماع کا کم از کم اندازہ ساٹھ ہزار مسلمانوں کا لگایا گیا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ آج لاہور میں کوئی مسلمان عاقل و بالغ بمشکل ایسا ہوگا۔ جو اس جلسہ میں شریک نہ ہوا ہو۔ اردو زبان کی ایک نظم سوز سے سنائے جانے کے بعد جس میں جذبات قومی کا اظہار کیا گیا تھا۔ صدر جلسہ مولوی ظفر علی خانصاحب نے تمہیدی تقریر کی۔ آپنے فرمایا آج سے تیرہ سو سال پیشتر عرب کے ایک امی (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو وہ فلسفہ سکھایا۔ جو ارسطو اور افلاطون بھی نہ سکھا سکے تھے۔ اور ایک قانون دیا۔ جو زندۂ جاوید قانون ہے۔ یہ اسی قانون کی برکت ہے۔ کہ مسلمان دوسرے ادیان کے پیشواؤں کی عزت و احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے کی کوئی بستی اس کے برگزیدہ بندوں سے خالی نہیں رہی۔ اس قانون نے تمام مذاہب کے بانیوں کی عزت قائم کردی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کسی مسلمان کے منہ سے کسی بانی مذہب کی شان میں گالی نہ سنیں گے لیکن آجکل کا قانون کیا ہے؟ یہی کہ چالیس کروڑ بندگان خدا اور غلامان مصطفٰی کے آقا کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے۔ راجپال ایک کتاب لکھتا ہے۔ اور بری ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ملکہ وکٹوریا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا۔ کہ ان کے مذہب اور ان کی روایات کی حفاظت قانون کے ذریعہ کی جائے گی۔ لیکن ۱۹۲۷ء میں ۴ مئی کو یہ قانون بے بس ثابت ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تحفظ نہیں کر سکتا اور راجپال کو قید نہیں کر سکتا۔ پھر اسی قانون کی طاقت ملاحظہ ہو۔ کہ یہی قانون جسٹس دلیپ سنگھ کی عزت کی حفاظت کے لئے دو مسلمانوں کو محض اس بناء پر جیل میں ڈال دیتا ہے۔ کہ وہ اپنے رسول کی عزت و حرمت کا تحفظ کرنا چاہتے تھے۔ ایک طرف قانون کی طاقت یہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو دبوچ لیتا ہے دوسری طرف بے بسی ملاحظہ ہو۔ کہ راجپال کو ایک منٹ کے لئے بھی سزا نہیں دے سکتا۔ ہم یہاں قانون کی اس بیہودگی کی شان کے خلاف احتجاج کرنے اور جیل میں جانے والوں سے اظہار ہمدردی کی کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ تا کہ گورنمنٹ سے پوچھیں۔ کہ یہ بیچارگی کب تک رہے گی۔ اور شان جباری کب تک کیجائیگی۔ اس کے علاوہ حضور نظام کے معاملات میں دخل اندازی کرنے کے خلاف بھی احتجاج کرنا ہے۔

مولوی صاحب کی تقریر کے بعد خواجہ عبدالرحمٰن صاحب پہلی قرار داد پیش کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے نہایت دکھ اور رنج کے ساتھ اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ دریدہ دہن اخباروں اور مصنفوں کی بدولت مسلمانوں کی تمام تر توجہ اس ایک نقطہ پر مرکوز ہوگئی ہے۔ کہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کو اپنی جماعتی زندگی عزت و آبرو کے ساتھ قائم رکھنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور ایسی تحریروں کے انسداد کا کیا انتظام کیا جائے۔

خواجہ صاحب نے ہندو سوسائٹی کی نازیبا طور پر چلائی ہوئی شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں اور تحریک آزادی پر ان کے ناگوار اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس سازش کی یہ انتہا ہے کہ ہمارے آقا و مولا۔ جن کی ذات اور جن کی عزت ہمیں جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ناپاک اور ناجائز حملے شروع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ مخالفین کی طرف سے مسلمانوں کی غیرت تباہ کرنے کی کوشش ہے۔ اور مسلمانوں کا امتحان ہے۔

آپ نے کہا۔ کہ کانگرسی یا غیر کانگرسی ایک ہندو بھی ایسا نہیں ملتا۔ جس نے اس بات کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔ میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے دلوں میں انکی طرف سے ایسے ناسور پڑ گئے ہیں۔ کہ جب تک وہ گڑگڑا کر عاجزی سے معافی نہ مانگیں گے ہمارے دل صاف نہیں ہو سکتے۔

خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کے بعد مولوی غلام مرشد صاحب نے پہلی قرار داد کی حمایت میں تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمیں قرآن بتاتا ہے۔ کہ اگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا علم بلند نہیں رکھ سکتے تو ہم مسلمان نہیں۔ آپ نے دیگر مذاہب کے پیشواؤں کی تعظیم و تکریم کے متعلق صریح احکام کا تذکرہ کیا۔ اور کہا۔ کہ منافرت پھیلانے کی جڑ تو مذہبی جذبات ہی کو مجروح کرنا ہے۔ آپ نے قرار داد کی تائید کی۔ اور صاحب صدر کے استفسار پر قرار داد اتفاق آراء سے منظور ہو گئی۔

شیخ حسام الدین صاحب بی۔ اے۔ امرتسری نے درد بھرے دل سے بیان کیا۔ کہ آج اس قوم کی سب سے بڑی توہین کی جا رہی ہے۔ جس کے کسی فرد نے سیزدہ صد سالہ تاریخ میں کسی مذہب کی توہین نہیں کی۔ آپ نے ان دو غلامان رسول مقبول کا تذکرہ جو فرض کا احساس کرتے ہوئے جیل میں چلے گئے۔ اور آپ نے دوسری قرار داد پیش کی۔ جو اتفاق آراء سے منظور ہوئی۔

ازاں بعد ملک لال الدین قیصر نے تیسری قرار داد پیش کی اور اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا۔ کہ میرے نزدیک اس بت خانہ کی عزت جسے ہائی کورٹ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتوں کی عزت کے بھی برابر نہیں۔

میاں محمد الدین صاحب تاثیر ایم۔ اے۔ نے اس قرار داد کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ جلسہ کو اس لئے روکنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ کہ جلسہ کرنے سے فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ آپنے کہا۔ کہ جلسہ تو اسلئے کیا جا رہا ہے۔ کہ فساد کا اندیشہ کم کیا جائے۔ حالانکہ فساد برپا کرنے کی ذمہ داری تو جسٹس دلیپ سنگھ کے جاہلانہ فیصلہ پر ہوتی ہے۔ انہوں نے دنیا کو یہ انوکھی بات بتائی ہے۔ کہ اس معاملہ میں قانون مسلمانوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ گویا وہ مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ اس قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ ایسے جج کو مستعفی ہونے پر مجبور کرے۔ یہ قرار داد بھی اتفاق آراء سے منظور ہو گئی۔

ازاں بعد کرسی صدارت کی طرف سے مختصر سے تبصرہ حالات کے بعد یہ تحریک پیش ہو کر اتفاق آراء سے منظور ہوئی "مسلمانان لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ ان اضطراب انگیز اطلاعات کی بناء پر جو حضور نظام کے متعلق اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ سخت استعجاب کا اظہار کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ فی الفور ایک واضح بیان کے ذریعہ سے اپنی۔ اور حضور نظام کی پوزیشن صاف کر دے۔ تاکہ ان تمام ہیجان کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر نہ ہو جو اب پیدا ہو رہا ہے۔ دیگر پیدا ہو۔ نیز یہ جلسہ حضور نظام کو یقین دلاتا ہے۔ کہ مسلمانان ہند کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ اور وہ ان حقوق کے حصول کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

خواجہ عبدالرحمٰن صاحب نے یہ اعلان کیا۔ کہ مسلمان دو ہزار روپیہ کی رقم سید دلاور شاہ بخاری اور مولوی نور الحق کو نذرانہ کے طور پر پیش کرینگے۔ حاضرین نے اس امر سے اتفاق کا اظہار کیا۔

قرار داد منظور ہونے کے بعد خواجہ صاحب نے حاضرین سے کہا۔ کہ مخالفین کی چالوں سے محتاط رہنا چاہیئے۔ جو ہر طرح سے اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کرینگے۔ تاکہ مسلمان فساد پر آمادہ ہوں۔ اور گرفتار ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمیں صبر سے کام لینا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی حملہ کر دے۔ تو مدافعت ضروری ہے۔ ورنہ معمولی معمولی باتوں سے وقار آمیز درگذر کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ جلسہ میں جوش و خروش کے بہت سے مظاہرے ہوتے ہوئے مقررین کے فقرہ فقرہ پر تکبیر کے غلغلہ انداز نعرے بلند کئے گئے جلسہ بجے رات کے قریب ختم ہوا۔ اور لوگ دکھے ہوئے دل لے کر اپنے

... کو روانہ ہوئے۔ دیکھا گیا کہ شہر میں پولیس کا نہایت زبردست انتظام تھا۔ قدم قدم پر پولیس والوں کی ٹولیاں نظر آتی تھیں۔
مسلمانان لاہور کے ساٹھ ہزار اجتماع نے حسب ذیل قراردادیں منظور کیں:

(۱) مسلمانان لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ ہندو پریس بالخصوص "پرتاپ" کے ان متواتر رکیک حملوں کے خلاف جو وہ اسلام اور حضرت سرور کائنات دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زور شور سے آئے دن کر رہے ہیں سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔ نیز اس جلسہ کی رائے میں ایسی دریدہ دہنی اور بدباطنی کی ذمہ داری براہ راست جسٹس دلیپ سنگھ جج عدالت عالیہ پنجاب کے اس فیصلہ پر جو انہوں نے کتاب "رنگیلا رسول" کے مقدمہ میں کیا ہے۔ عاید ہوتی ہے۔ اس لئے یہ جلسہ گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ ایسی توہین آمیز تحریرات کو کسی آرڈیننس کے ذریعہ سے روکے۔ یہاں تک کہ جس فیصلہ کے متعلق سول کے حکام کی طرف سے یا تو عدالت عالیہ کے کسی جدید فیصلہ کی صورت میں یا پریوی کونسل کے ذریعہ یا قانون میں کسی ترمیم کی صورت میں اگر فی الواقع اس میں کوئی قانونی سقم ہو۔ جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے۔ آخری تصفیہ کیا جائے۔ بصورت دیگر یہ جلسہ گورنمنٹ کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ اس نے بروقت کارروائی نہ کی۔ تو اسے مسلمانوں کے ایک ایسے زبردست مجاہرہ کے مقابلہ کے لئے طیار رہنا چاہیئے۔ جو اسی کے ایوان میں تزلزل ڈال دے گا۔

نیز یہ جلسہ اس امر کو نہایت افسوس کے ساتھ دیکھتا ہے۔ کہ ہندو لیڈروں نے اب تک اس دریدہ دہنی کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اپنی خاموشی سے ان دریدہ دہن اخبار نویسوں کی ... فراہم کی ہے۔

(۲) مسلمانان لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ مسلم آؤٹ لک کے پرنٹر اور ایڈیٹر کے ساتھ اس تکلیف میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کے ایثار کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ جو انہوں نے سردار دوجہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برقرار رکھنے کیلئے کیا ہے۔ نیز یہ جلسہ اس بات پر ملامت اور دلی غم و رنج کا اظہار کرتا ہے۔ کہ قانون مروجہ آقائے دوجہان کے مقدس نام کو بچانے میں جنہیں دنیا کے کروڑوں مسلمان اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ بالکل بے بس ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر دو محب مسلمان اخبار نویسوں کو فی الفور اس کے شکنجہ میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ جن کی خطا اس سے زیادہ نہیں کہ انہوں نے اپنے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔

(۳) ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہائی کورٹ کے فیصلہ مقدمہ رنگیلا رسول نے مسلمانان ہند کے قلوب کو مجروح کرنے سے پیدا کر دیئے ہیں۔ اور نیز نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کا ان حالات سے ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں پیدا ہونا بہت ممکن ہے مسلمانان لاہور کا یہ اجتماع عظیم صاحب وزیر ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انگریزی انصاف کے وقار کو اس ملک میں قائم رکھنے کی خاطر حکم دیں کہ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کو مستعفی ہونے پر مجبور کریں۔

مسلمانان جہلم کا عظیم الشان جلسہ
مسلمان اپنی سیاسی و تمدنی اصلاح کے لئے تیار ہیں

۱۵ جون کی شب کو ۹ بجے مسلمانان جہلم کا ایک عام جلسہ ہوا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ کثیر التعداد میں شامل ہوئے۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری نے مسلمانوں کی موجودہ حالت و ان کی ترقی کے ذرائع پر دو گھنٹہ لیکچر دیا جس میں بتایا کہ غیر مذاہب کی تحریکات جو اسلام کو مٹانے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ اندر ... نہایت زوروں پر ہیں۔ ان کے انسداد کیلئے مسلمانوں کو متفق ... ہو جانا چاہیئے۔ ضرورت اتحاد اور باوجود اختلاف کے اشتراک فی العمل کی کیفیت کو پوری وضاحت سے بیان کیا گیا۔ سیاسی اور تمدنی اصلاح پر بحث کرتے ہوئے مولوی صاحب نے مسئلہ چھوت چھات کے ان فوائد کو پیش کر کے جو ہندو قوم حاصل کر رہی ہے۔ ہندوؤں کے اس "مفید تجربہ" سے فایدہ اٹھانے کی پرزور تلقین کی۔ اور بتایا کہ یہ فساد اور لڑائی کی تعلیم نہیں۔ بلکہ اپنے اموال کی حفاظت کرنے اور انکو بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے اور اگر یہ وجہ فساد ہے۔ تو اس کے بانی ہندو قوم کے رہنما ہیں ہم تو صرف دفاعی طور پر اس تدبیر سے کام لینا چاہتے ہیں۔ ہندو قوم کے موجودہ سلوک کو پیش کرتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ کہ کیا ان کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بھی عزت نہیں جتنی ہندوؤں کے ہاں ایک جانور (گائے) کی ہے؟ اخیر پر آپ نے مسلمانوں کو اپنے جوشوں کو دبانے اور پرامن طریقوں سے ان مشکلات کے دور کرنے کے لئے سعی کرنے کی نصیحت کی۔ قریباً ۱۲ بجے لیکچر ختم ہوا صاحب صدر جناب پنڈت عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے لیکچرار سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ مسلمانوں کو ان مفید تجاویز سے ضرور فایدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ ورنہ مسلمانوں کیلئے خطرہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ مسلمانوں نے پیش کردہ تجاویز پر بخوشی عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور بہت جوش کا اظہار کیا۔

ملتان میں آٹھ ہزار کے مجمع میں ایک احمدی مبلغ کا لیکچر

(تار بنام الفضل)

۲۴ جون ملتان شہر۔ کل آٹھ ہزار کے مجمع میں شیخ محمود احمد صاحب نے لیکچر دیا۔ جو خدا کے فضل سے نہایت شاندار طریق پر کامیاب ہوا۔ معزز اصحاب اور بار کے ممبروں نے دلی مبارکباد دی۔

(عنایت اللہ)

مسلمانان نوشہرہ کا بہت بڑا مظاہرہ
جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے استعفیٰ کا مطالبہ

محترم مدیر الفضل قادیان! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
مسلمانان نوشہرہ و مضافات کے ایک عام جلسہ منعقدہ ۱۹ جون میں بعد تلاوت قرآن کریم جو قراردادیں پیش ہو کر متفقہ طور پر پاس ہوئیں انکی نقل بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے۔

(۱) عاشقان محمد کا یہ عظیم الشان جلسہ جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ پر جو انہوں نے کتاب "رنگیلا رسول" کے بارے میں کیا ہے۔ انتہائی نفرت و حقارت کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی بے شمار مسلم رعایا کی اس والہانہ محبت کو جو انہیں اپنے رسول پاک سے ہے۔ مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اختیارات خصوصی کو کام میں لا کر ملزم کو قرار واقعی سزا دے۔

(۲) پروانگان شمع محمدی کا یہ مجمع گورنمنٹ سے پرزور درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ رسالہ "ورتمان" امرتسر کے مدیر و ناشر کو جس نے چالیس کروڑ بندگان خدا کے آقا و مولا اور ان کے اہل بیت کی شان میں نہایت رکیک۔ گستاخانہ۔ اور شرمناک مضمون لکھا ہے۔ عبرتناک سزا دے۔ اور آئندہ اس قسم کے لٹریچر کو روکنے کیلئے فوری تدابیر ...

(۳) اہل اسلام کا یہ اجتماع عدالت عالیہ پنجاب کی اس مستبدانہ حکمت عملی پر جو اس نے مؤقر اخبار "مسلم آؤٹ لک" کے بارے میں اختیار کی ہے صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور حکومت پر واضح کرتا ہے۔ کہ اخبار مذکور نے مسلمانوں کے صحیح جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ نیز حکومت سے پرزور درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ کنور دلیپ سنگھ جسٹس کو مستعفی ہونے پر مجبور کرے۔ (یہ الفاظ کہ جسٹس کنور دلیپ سنگھ کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا جائے۔ تمام حاضرین نے بلند آواز سے دہرائے)

(۴) مسلمانوں کا یہ جلسہ عام تمام ہندو لیڈروں پر واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ کتاب "رنگیلا رسول" اور "ورتمان" ایسے گندے اور ناپاک لٹریچر کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ اور اس کے نتائج کے ذمہ دار وہ اور انکی قوم ٹھہرتی ہے۔ اور خصوصیت سے وہ شردھانند ... ہوگی۔ جو مسلمانوں کے جذبات کو ہر ممکن طریقہ سے مجروح کرتی رہتی ہیں۔

(۵) قرار پایا کہ ان قراردادوں کی نقول۔ گورنمنٹ ہند۔ گورنمنٹ پنجاب۔ آل انڈیا مسلم لیگ۔ عدالت عالیہ پنجاب۔ چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد۔ ڈپٹی کمشنر صاحب پشاور۔ مسلم ایسوسی ایشن پشاور اور پریس کو روانہ کی جائیں۔

(حافظ شاہ زرین۔ امام مسجد باوا کرم شاہ مرحوم)

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)